

از افلاک  
 حضرت مولانا شیخ  
 محمد اظہار اقبال صاحب مدنی  
 برکاتہم

مکتبۃ الفقیر کراچی

## حَقُوقُ الطَّبِيعِ مَحْفُوظَاتُ

نام کتاب	:	نیکی میں مقابلہ
تالیف	:	محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
صفحات	:	28
تعداد	:	1100
اشاعت	:	سوم
سن اشاعت	:	2014
ناشر	:	مکتبۃ الفقیر، کراچی
فون نمبر	:	0322-2181020
ویب سائٹ	:	www.islamicesentials.org
ای میل	:	info@islamicesentials.org

ملنے کا پتہ	:	مکتبۃ الفقیر
	:	نزد درنگون والا ہال، بہادر آباد، کراچی

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	آگے بڑھنے کا فطری جذبہ	5
2	صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش	7
3	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آگے بڑھنے کی کوشش	7
4	ہمارے دنیاوی مقابلہ	8
5	اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی میں آگے بڑھنے کا حکم	9
6	اللہ سے تعلق کو پہچاننے کا ایک طریقہ	9
7	نیکی میں سبقت حاصل کرنے کی برکات	10
8	• پہلی برکت: اللہ کا قرب حاصل ہونا	10
9	○ صرف سبقت لے جانے کی خواہش نے اللہ کا مقرب بنا دیا	11
10	○ حضرت مولیٰ علیہ السلام کا سبقت لے جانے کا جذبہ	11
11	○ دنیا کا بھی یہی دستور ہے	12
12	○ تکبیر اولیٰ والی نماز کی فکر	13
13	○ آج بھی اس جذبے سے سرشار لوگ موجود ہیں	13
14	• دوسری برکت: دوسروں کے لئے نمونہ بن جانا	14
15	○ امریکن عورت کا شوق عبادت	15
16	• تیسری برکت: گناہوں سے محفوظ ہو جانا	16
17	○ پوشیدہ گناہ چھوڑ دو	17
18	○ نیکی کے جذبے سے گناہ والے جذبے کا خاتمہ	17

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
19	○ اللہ والے سے بیعت نے اس جذبے کو زندہ کر دیا	18
20	● چوتھی برکت: مخدوم بن جانا	20
21	○ بے مثال جذبہ	20
22	○ آگے بڑھنے کے جذبہ نے مخدوم بنادیا	23
23	○ پانچویں برکت: دنیا کے غموں سے نجات مل جانا	24
24	گناہ گار بھی نیکی میں آگے بڑھ سکتے ہیں	25
25	پیچھے رہنے والوں کو ندامت آگے بڑھا دیتی ہے	25

ہو او حرص والا دل بدل دے  
 بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے  
 گناہ گاری میں کب تک عمر کاٹوں  
 سنوں میں نام تیرا ڈھرنوں میں  
 تیرا ہو حباؤں اتنی آرزو ہے  
 ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوا سے  
 جو تیرا سامنا ہو روزِ محشر  
 میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے  
 کرم فرما خدا یا دل بدل دے  
 بدل دے میرا رستہ دل بدل دے  
 مزہ آجائے مولا دل بدل دے  
 بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے  
 جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے  
 تو دیکھے مسکرا کر دل بدل دے



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ : اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اِنَّ مَا تَكُوْنُوْنَ اٰیَاتٍ بِكُمْ اللّٰهُ جَمِیْعًا <sup>(1)</sup>

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

## آگے بڑھنے کا فطری جذبہ

ہر انسان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ فطری طور پر موجود ہے۔ اسی لئے جس شعبہ زندگی سے انسان تعلق رکھتا ہے اپنے ہم عصر لوگوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ مومن اس آگے بڑھنے کے جذبے کو صحیح طریقے سے استعمال کرے۔

صحیح طریقے سے استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس جذبے کی توانائیوں کو دنیا کی طرف لگانے کے بجائے اس کے ذریعے نیکوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں حکم فرمادیا

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا <sup>(1)</sup>

ترجمہ: تم سبقت حاصل کرو نیکوں میں تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تم سب کو اکٹھا کرے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں مقابلہ نہیں بلکہ دین میں مقابلہ مطلوب ہے

حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

انظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ <sup>(2)</sup>

تم دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اور دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھو۔

یعنی دنیا کے معاملے میں اگر نیچے والے کو دیکھو گے تو جو دنیا اللہ نے تمہیں دی ہو گی اس پر اللہ کا شکر ادا کرو گے۔ دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو گے تو اپنے آپ کو کم پاؤ گے اور سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرو گے، مقابلہ کرنے کی

① سورة البقرة 148

② صحيح مسلم - الزهد والرقائق (2963)، سنن الترمذي - صفة القيامة والرقائق والورع (2513)

کوشش کرو گے اور جذبہ دکھانے کی کوشش کرو گے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ کے کلام سے بھی پتہ چلتا ہے کہ انسان نیکی میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور نبی ﷺ کے مبارک فرمان سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ انسان نیکی میں سبقت حاصل کرے۔ مگر افسوس کہ آج ہم دنیا کے معاملے میں خوب مقابلہ کرتے ہیں اور اگر کسی کے پاس ہم سے زیادہ دنیا ہے تو پریشان ہوتے ہیں اور روتے ہیں اور اگر کسی کے پاس ہم سے زیادہ دین ہے تو ہمیں فرق نہیں پڑتا۔

## صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بنائی ہوئی بہترین جماعت تھی، آپس میں بڑی محبت تھی، ایک دوسرے کا بہت لحاظ تھا، اپنے اوپر دوسرے کو فوقیت دیتے تھے حتیٰ کہ میدانِ جنگ ہوتا، آخری وقت ہوتا اور پیاس سے پورا جسم خشک ہو جاتا تھا، اس وقت اگر پانی کا ایک گھونٹ میسر ہوتا تو ایک صحابی دوسرے کی طرف اشارہ کر دیتے تھے کہ مجھے نہ دو اسے زیادہ ضرورت ہے۔ اتنی محبت اور ایثار کے باوجود نیکی کے معاملے میں مقابلہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جلیل القدر صحابہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آگے بڑھنے کی کوشش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ میرے پاس کافی مال تھا میں نے سوچا کہ آج میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں نے آدھا مال صدقہ کیا۔

نبی ﷺ نے پوچھا کہ اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ اس کے برابر چھوڑا ہے (یعنی آدھا مال لے کر آیا ہوں اور آدھا مال اہل خانہ کے لئے چھوڑا ہے)۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اپنا مال لے کر تشریف لے آئے۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اہل خانہ کیلئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں (یعنی اہل خانہ کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور سارا مال لے کر حاضر ہوا ہوں)۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو فرمانے لگے:

وَاللّٰهُ لَا أَسْقِئُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا<sup>(1)</sup>

ترجمہ: اللہ کی قسم میں (ابو بکر) کے ساتھ کسی چیز میں مقابلہ نہیں کروں گا۔  
معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دیوانہ وار ایک دوسرے کے ساتھ دین کے کاموں میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم دنیا کے معاملے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

## ہمارے دنیاوی مقابلے

یہ کہنا بالکل غلط ہو گا کہ بس مرد ہی دنیا میں مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ عورتیں بھی اس مقابلے میں کچھ پیچھے نہیں۔ آج کی عورتیں تو کہتی ہیں کہ میرا گھر فلاں سے بہتر ہو، میری گاڑی فلاں سے بہتر ہو، میرے کپڑے فلاں سے بہتر ہوں، میرے زیورات فلاں سے بہتر ہو وغیرہ وغیرہ اور جب ایسا نہیں ہوتا، یہ شوق پورے نہیں ہوتے اور اس دنیا

① سنن الترمذی - المناقب (3675)، سنن أبي داود - الزكاة (1678)

میں سبقت نہیں ملتی تو پھر غم کھاتی ہیں اور روتی ہیں۔

آج شاید ہی کوئی ایسی عورت ہو جو یہ چاہتی ہو کہ میری نماز فلاں سے بہتر ہو جائے، میری تہجد کی پابندی فلاں سے بہتر ہو جائے، میری قرآن کی تلاوت فلاں سے بہتر ہو جائے، میرا تقویٰ اس سے بہتر ہو جائے اور میری اتباع سنت فلاں سے بہتر ہو جائے۔ یہی تو وہ شوق ہیں جو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔

اسی کو کہتے ہیں فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ نیکی میں آگے بڑھنے کا جذبہ۔

## اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی میں آگے بڑھنے کا حکم

یہ نیکی میں آگے بڑھنا کوئی اختیاری (optional) چیز نہیں کہ بڑھنا ہو گا تو بڑھ جائیگے اور نہیں بڑھے تو بھی ٹھیک ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ<sup>(1)</sup> تَرْجَمَہ: تم نیکیوں میں سبقت لو۔

یعنی اب نیکی کا معاملہ جہاں بھی آئے وہاں خوب مقابلہ بازی کرو اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

اللہ تعالیٰ سے نکلنے کی پہچان کا ایک طریقہ

اگر کوئی یہ جاننا چاہے کہ اسکا اللہ کے ساتھ کیسا تعلق ہے تو وہ دیکھے کہ اسکا آگے بڑھنے والا جذبہ اور دوسروں سے سبقت لے جانے والا جذبہ کن کاموں میں خرچ ہو رہا

ہے۔ اگر تو یہ جذبہ دین کے کاموں میں، نیکیوں میں اور عبادت میں لگ رہا ہے تو سمجھ جائے کہ اللہ سے محبت والا تعلق ہے اور اگر یہ جذبہ دنیاوی کاموں میں لگ رہا ہے تو یہ پریشان ہونے کی بات ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری اللہ سے دوری ہے۔ اس لئے کہ جو اللہ سے جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی نیکیوں میں اور نیک کاموں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور جو دور ہوتا ہے اسے نیکیوں کی فکر نہیں ہوتی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے نیکی میں آگے بڑھنے کے اندر ہی برکات رکھی ہیں۔

## نیکی میں سبقت حاصل کرنے کی برکات

ہم جتنی زیادہ ہمت کریں گے نیکی میں آگے بڑھنے کی اتنی زیادہ اسکی برکت کو محسوس کریں گے۔ چنانچہ اب اس کی چند برکات ذکر کی جائیں گی۔

پہلی برکت: اللہ کا قرب حاصل ہونا

اس کی پہلی برکت یہ ہے کہ انسان اللہ کا مقرب بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۖ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۖ<sup>(1)</sup>

ترجمہ: اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں

وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔

یہ جو سبقت کرنے والے ہیں، آگے سے آگے بڑھنے والے ہیں، یہی تو میرے

مقرب ہیں، یہی تو میرے چاہنے والے ہیں، انہی پر تو اللہ کی رحمت کی نگاہ پڑتی ہے۔

حضرت سیدنا علیؑ کی عیسیٰؑ کے لئے اللہ کا ستر ہوا تھا

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے زمانے میں ایک لوہار ان کے گھر کے سامنے رہتا تھا جو صبح سے شام تک لوہا کو تارہتا تھا۔ بڑا مشکل اور بہت ہی مشقت والا کام تھا۔ رات کو جب تھکا ہوا گھر پر آتا، کچھ کھاتا پیتا اور بستر کی طرف جاتا تو اس کے نگاہ سامنے والے گھر پر پڑتی اور دیکھتا کہ امام احمد بن حنبلؒ تہجد کے نوافل کے لئے کھڑے ہو چکے ہیں اور اب انہوں نے پوری رات اللہ کے سامنے عبادت کرنی ہے۔ وہ لوہار ہر وقت کڑہن میں رہتا کہ کاش پورے دن میں اتنی مشقت نہ کرتا اور اتنا تھکا ہوا انہیں ہوتا تو اس وقت حضرت کی طرح میں بھی پوری رات کھڑا ہوتا۔ یعنی نیکی میں سبقت حاصل کرنے کا شوق ضرور تھا مگر مجبور تھا اس لئے اس شوق کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ لوہار فوت ہو گیا، کسی نے اس لوہار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرا کیا بنا؟ لوہار نے کہا کہ اللہ نے رحمت کی نگاہ فرمادی اور مجھے وہی مقام دیا جو امام احمد بن حنبلؒ کو دیا (اللہ اکبر)۔ اسکی وجہ یہی بنی کہ لوہار کے دل میں تڑپ تھی اور ایک جذبہ تھا کہ وہ بھی امام احمد بن حنبلؒ کی طرح عبادت کرے اور نیکیوں میں آگے بڑھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف سبقت لے جانے والا جذبہ بھی اللہ کا مقرب بنا دیتا ہے

حضرت سیدنا علیؑ کا ستر ہوا تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ

موسیٰ ہماری طرف آؤ۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی مگر چل کے جانے کے بجائے دوڑ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے موسیٰ کیوں دوڑ کر آرہے ہو؟ عرض کیا کہ اے اللہ تجھے راضی کرنے کے لئے دوڑ کے آرہا ہوں۔ تو دیکھئے اللہ کے نبی ہیں مگر سبقت لے جانے کا پھر بھی ایسا شدید جذبہ۔ اسی طرح اللہ کے مقررین کی بھی یہی صفت ہوتی ہے کہ وہ اس جذبے میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔

دین کا نیکوئی نہی دین سے ہے

آپ دیکھ لیں کہ آج دنیا کے معاملہ میں اگر کوئی بندہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے ہر طرح سے خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ بھی کوشش کرتا ہے کوئی مجھ سے زیادہ اسے خوش نہ کر پائے۔ جیسے کہ بیوی چاہتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی اور میرے خاوند کو خوش نہ کر سکے تو وہ خوب خدمت کرتی ہے اور اسے خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں میں محبت کا تعلق ہوتا ہے۔

یہی جذبہ جب دین کی طرف لگتا ہے تو انسان کو نیکیوں پہ کھڑا کر دیتا ہے کیونکہ اسے اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے اور وہ بس یہی چاہتا ہے کہ میں کسی طرح سے اللہ کو خوش کر سکوں۔ محبت کے انداز بھی یہی ہیں۔

کسی شاعر نے کہا کہ

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن

محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

محبت کے انداز ہیں سب پرانے



خبردار ہو اس میں جدت نہیں ہے

تنگبیر ادا کی ادا کی نگر

چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہیں ایک بہت بڑے جلسے میں دعوت دی گئی۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور بہت بڑے اللہ والے ہیں۔ جب جلسہ ختم ہوا اور مغرب کی اذان ہوئی تو حضرت اسٹیج سے اتر کر جلسہ گاہ کے برابر واقع مسجد کی طرف جانے لگے۔ درمیان میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کا ہجوم تھا اور ہر کسی کی یہی خواہش تھی کہ حضرت سے مصافحہ ہو جائے۔ جب اس ہجوم سے نکل کر مسجد پہنچے تو پہلی رکعت مکمل ہو گئی تھی اس لئے دوسری رکعت سے جماعت میں شامل ہوئے۔ امام صاحب نے جب سلام پھیرا تو آپ نے اپنی رکعت مکمل کی اور سلام پھیرنے کے بعد آپ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا کہ آج سترہ سال بعد پہلی مرتبہ تکبیرِ اولیٰ قضاء ہوئی ہے۔ نیکی میں سبقت لے جانے کی ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

آج نئی نئی ماسٹرز ہیں سے سر سید لوگ سڑی جیڑ ہیں

کچھ دن پہلے ایک جاننے والے کا ایک پیغام (sms) آیا کہ کل رات میری تہجد چھوٹ گئی۔ میں نے تفصیلاً اس کا جواب دیا کہ جب رات میں دیر ہو جائے تو آپ سونے سے پہلے ہی نفلوں کو پڑھ لیا کریں اس لئے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز رہا ہے اور ہمارے اکابرین نے بھی اس پر عمل کیا کہ رات اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے دیر ہو جاتی اور فجر

میں وقت تھوڑا ہوتا تو تہجد کی نفلیں سونے سے پہلے پڑھ کر سو جاتے۔ انہوں نے آگے سے لکھا کہ میں نے سونے سے پہلے نفلیں پڑھی تھیں تو میں نے پھر جواب دیا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ آپ کی تہجد قضا ہوئی بلکہ آپ کی تہجد تو ہو گئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہاں یوں تو میری تہجد ہو گئی مگر میں صبح اٹھ کے رویا بہت ہوں۔ یہ پڑھ کر میرے دل میں بات آئی کہ اصل میں آپ اس لئے روئے، کہ دل میں آگے بڑھنے کا جذبہ ہے اور مجھے یہ فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی زبردست مثال لگی۔

تو اللہ والوں کی نشانی ہے کہ وہ سبقت لینے کی کوشش کرتے ہیں، آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی پہلی برکت یہ ہے کہ انسان اللہ کے مقربین میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور برکت نہیں ہو سکتی۔

### دوسری برکت: دوسروں کی نیکی (Role Model)

دوسری برکت یہ ہے کہ جو نیکی میں سبقت لے جاتا ہے وہی دوسروں کے لئے نمونہ بنتا ہے اور وہی رول ماڈل بنتا ہے۔ ایسا ممکن نہیں ہے کہ انسان خود عمل نہ کرے، خود نیکی کا جذبہ نہ رکھے اور وہ دوسروں میں نیکی کا جذبہ ڈال دے۔ انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ

The leader sets the pace (جو لیڈر ہوتا ہے وہی رفتار قائم کرتا ہے)

تو جس کی رفتار سب سے تیز ہوتی ہے اسی کو رول ماڈل اور لیڈر بنایا جاتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ذریعے سے لوگوں کو نصیحت حاصل ہو اور لوگ نیکی پر آئیں، چاہے وہ گھر والے کیوں نہ ہوں، تو پہلے اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرنا ہو گا کہ ہم خود دیوانہ وار

اللہ کے عاشق بن جائیں۔ پھر دیکھیں دوسروں میں خود بہ خود نیکی کے جذبے پیدا ہوں گے۔

اسرینگن عکارت گائیتھنی عکارت

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود واقعہ سناتے ہیں کہ امریکہ کی ایک ریاست Seattle میں جانا ہوا۔ وہاں ایک مسجد میں بیان ہوا اور اسکے بعد وہاں کے امام صاحب نے کہا کہ حضرت یہاں کی ایک نو مسلم امریکن خاتون ہے جو آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہ رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وقت تو بہت تھوڑا ہے اور آگے بھی بیان ہے اس لئے ابھی اس سے معذرت کر لیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اس عورت سے ملاقات بہت ضروری ہے تو حضرت نے پوچھا کہ کیوں ضروری ہے؟ امام صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ عورت اس علاقے کی تمام مسلمان خواتین کے لئے رول ماڈل بنی ہوئی ہے۔ اگر آپ اس کو تھوڑا وقت دے دیں گے تو اس کا ذہن اور صاف ہو جائے گا اور اس سے دین کا کام مزید پھیلے گا

حضرت بڑے حیران ہوئے کہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے مسلمان ہوئی ہے اور سب کے لئے رول ماڈل بنی ہوئی ہے۔ تو پوچھا کیوں رول ماڈل بنی ہوئی ہے؟ جواب دیا کہ حضرت یہ عورت پانچوں وقت کی نماز کو اتنے اہتمام سے پڑھتی ہے کہ اس نے نماز کے لئے نئے نئے اور خوبصورت کپڑے بنائے ہوئے ہیں کہ میں اپنے اللہ کے سامنے اچھے لباس میں کھڑی ہوں اور اتنے خشوع و خضوع کے ساتھ اور اتنی اللہ کی محبت میں ڈوبی ہوئی نمازیں پڑھتی ہے کہ ہر نماز میں ایک ایک گھنٹہ اسے لگ جاتا ہے۔ اس کے ذوق

عبادت کو دیکھ کر عورتوں کا دل اس کی طرف کھینچتا ہے اور سب کہتی ہیں کہ ہم نے اس کے جیسی بننا ہے۔ اسکی وجہ یہی بنی کہ اس نے نیکی کی راہ میں دوسری عورتوں سے زیادہ قدم بڑھایا اس لئے یہ ان کے لئے رول ماڈل بن گئی۔

قابل غور بات ہے کہ جتنے بھی اللہ والے مثال (Role Model) بنے ہوئے ہیں اور جن کی طرح ہم بننا چاہتے ہیں وہ اسی لئے (Role Model) ہیں کہ وہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں اور جسے یہ سبقت حاصل ہوتی ہے تو دوسروں کو یہ کہنا نہیں پڑتا کہ یہ نیکی کرو اور یہ نیکی بھی کرو بلکہ ایسے بندے کو دیکھ کر نیکی کرنے کا دل چاہتا ہے۔

تیسری برکت: گناہوں سے بچنے کا طریقہ

اس سبقت لے جانے کی تیسری برکت یہ ہے کہ انسان گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ گناہوں سے پاک ہونا بہت ضروری ہے۔ آج تو ہمارا یہ حال ہے کہ کبھی بد نظری کے گناہ میں ملوث، کبھی پیسے کے گناہ میں ملوث، کبھی غلط تعلق کے گناہ میں ملوث، کبھی غصے کے گناہ میں ملوث اور کبھی غیبت کے گناہ میں ملوث۔ جبکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی گناہوں سے پاک ہو۔ اللہ رب العزت نے حکم فرمادیا:

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ<sup>(1)</sup>

ترجمہ: اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔

یعنی نظر آنے والے جو گناہ کرتے ہو وہ بھی چھوڑ دو اور جو گناہ دوسروں کو نظر

نہیں آتے وہ بھی چھوڑ دو۔ نظر آنے والے گناہ چھوڑنا پھر بھی آسان لیکن نظر نہ آنے والے گناہ کا چھوڑنا تو دور کی بات، اپنے اندر خود سے identify کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ اصل مومن وہ ہے کہ جو ان دونوں قسم کے گناہوں کو چھوڑ دے۔

اپنی شہیدانہ گناہاں سے بچنے کی کوشش کرو

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس امت کے وہ خلیفہ گزرے ہیں جو بادشاہ وقت ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے ولی بھی تھے ایک دفعہ ان کے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھ نصیحت کر دیں۔ اپنی اصلاح کی اتنی فکر تھی کہ اتنے بڑے ولی اور بادشاہ ہونے کے باوجود ان سے کہا کہ حضرت مجھے نصیحت کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بس ایک ہی نصیحت فرمائی کہ پوشیدہ گناہ چھوڑ دو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہیں ظاہر میں تو اللہ کا دوست سمجھیں اور حقیقت میں تم اللہ کے دشمنوں والے کام کر رہے ہو۔ ایسا کرو گے تو یہ منافقت ہے اور منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہو گا۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو جاری ہو گئے اور روتے روتے داڑھی تر ہو گئی۔

نیکی کے جذبے سے گناہاں والے جذبے کا خاتمہ

تو مومن کے لئے ہر قسم کے گناہ چھوڑنا بڑا ہدف ہے۔ اس ہدف کو achieve کرنے کے لئے دل میں یہ جذبہ پیدا کرنا ہو گا کہ نیکی میں آگے بڑھنا ہے۔ اس لئے کہ جب یہ پیدا ہو گا تو گناہ والا جذبہ کم ہوتا جائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ یہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ اسی لئے تو بزرگوں نے یہ کلام لکھا:

ع ہوا و حرص والادل بدل دے  
میر اغفلت میں ڈوبادل بدل دے

گنناہگاری میں کب تک عمر کاٹوں  
بدل دے میر ارستہ دل بدل دے

اللہ والے سے پیوستے اہل جہنم کے گونڈے گونڈے کر دیا

ہمارے حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملتان میں بیان کے بعد لوگوں نے بیعت کی۔ بیعت کرتے وقت میں نے دو بندوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو کہہ رہا ہے کہ بھائی تم بھی بیعت کر لو اور وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے نہیں کرنی۔ بہر حال حضرت نے جب دیگر لوگوں کو بیعت کر لیا تو کچھ دیر بعد یہ دونوں حضرت کے پاس آئے اور ایک نے کہا کہ حضرت یہ میرا بھائی ہے، میں اس سے کہہ رہا تھا کہ تم بھی حضرت سے بیعت ہو جاؤ اور یہ منع کر رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ بیعت ہونا تو ایک Individual Choice ہے، اگر وہ نہیں کرنا چاہا رہا تو آپ کو اسے Force نہیں کرنا چاہیئے۔ تو وہ جو بیعت نہیں ہونا چاہا رہا تھا خود کہنے لگا کہ حضرت بات اصل میں یہ ہے کہ میرے بیعت ہونے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے کیونکہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا مطلب؟ اس نے کہا کہ حضرت میں پولیس انسپکٹر ہوں اور میری زندگی بہت زیادہ گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ جو گناہ آپ سوچ سکتے ہیں، وہ گناہ میں کرتا ہوں۔ اب بتائیے کہ اتنے گناہ گار بندے کو بھی بیعت کا کوئی فائدہ ہو گا؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہر بندے کو بیعت کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب بندہ بیعت کرتا ہے تو اللہ سے توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ<sup>(1)</sup>

ترجمہ: جس نے گناہوں سے توبہ کی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔  
اس بات کا انسپکٹر صاحب کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے بیعت بھی کی اور توبہ تائب بھی ہوئے۔ اس بیعت کی وجہ سے اور اس اللہ والوں کی صحبت کی وجہ سے اب نیکی میں آگے بڑھنے کا کچھ جذبہ پیدا ہوا۔

ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ چار پانچ ماہ بعد اسی مسجد میں پھر بیان تھا۔ عصر کی نماز کا وقت تھا اور میں نماز سے کچھ دیر قبل مسجد پہنچ گیا۔ ابھی میں بیٹھا انتظار ہی کر رہا تھا کہ کوئی آیا اور مجھے پیچھے سے گلے لگا لیا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ بھلا میرا کوئی اتنا بے تکلف جاننے والا بھی اس شہر میں ہے جو میرے ساتھ اس طرح کرے۔ میں نے بڑی حیرت سے پیچھے دیکھا تو وہ انسپکٹر صاحب تھے۔ میں نے کہا انسپکٹر صاحب آپ؟ انسپکٹر صاحب نے کہا کہ حضرت انسپکٹر تو اسی دن مر گیا تھا جس دن توبہ کی تھی اب تو آپ کا غلام حاضر ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اس کے چہرے پر سنت بھی آگئی تھی۔ میں نے اس سے احوال پوچھے۔ اس نے کہا کہ حضرت میں کبھی نماز نہیں پڑھتا تھا الحمد للہ اب پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔ پھر کہنے لگا کہ حضرت اللہ نے تہجد کی پابندی بھی دے دی ہے۔ اب میں تہجد پڑھ کے جلدی مسجد چلا جاتا ہوں اور پہلے پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ میں اذان دوں اور اب الحمد للہ اپنی مسجد میں فجر کی اذان میں دیتا

ہوں

تو پتہ چلا کہ جو نیکی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا اس کا یہ گناہوں والا جذبہ اب نیکی میں آگے بڑھنے والے جذبے میں تبدیل ہو جائے گا۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ دل کے اس نیک جذبہ کی برکت سے گناہوں کے دلدل سے پوری طرح باہر نکل آئے گا۔ اللہ والوں کی صحبت میں جا کر یہ جذبہ خود بہ خود پیدا ہوتا ہے اور اس کی برکت سے انسان گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

پہچانیں گئی ہر گزرت : سچے دامن رحمان

اس کی ایک برکت یہ ہے کہ جس کو نیکی میں آگے بڑھنے کا جذبہ مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مخدوم بنادیتے ہیں۔ مخدوم اسے کہتے ہیں جس کی خدمت کرنے کے لئے لوگ ہر وقت تیار ہوں اور اپنے دل کی خوشی سے اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہوں۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تین باتیں پتھر پر لکیر کی مانند ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ جو شخص اللہ سے جتنی محبت کرے گا مخلوق اس سے اتنی ہی محبت کرے گی۔

۲۔ دوسرا جو شخص اللہ کی جتنی عبادت کرے گا مخلوق اس کی اتنی ہی خدمت کرے گی۔

۳۔ اور تیسرا فرمایا کہ جو شخص اللہ سے جتنا زیادہ ڈرے گا مخلوق اس سے اتنا زیادہ ڈرے گی اور اتنا ہی مخلوق پر اس کا رعب ہو گا۔

ہمارے مشائخ نے یہ بھی فرمایا کہ جو خادم بناوہ کل کو مخدوم بناوہ جو اپنے آپ کو دیکھتا رہا وہ محروم بنا۔ تو جس کے اندر یہ نیکی میں سبقت حاصل کرنے کا جذبہ ہو اللہ تعالیٰ اسے مخدوم



بنادیتے ہیں۔

ہے سچائی ہے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ ان کا ایک خادم تھا جس کا نام تو فتح علی تھا مگر لوگ اسے پھٹو کہتے تھے۔ یہ پھٹو نہ تو پڑھا لکھا تھا اور نہ ہی اسے کوئی ہنر آتا تھا، بس صبح شام حضرت کی خدمت میں لگا رہتا تھا۔ پھٹو کی یہ خصوصیت تھی کہ اسے اللہ والوں سے بے انتہا محبت تھی اور ساتھ ہی نیکی اور دین کی خدمت کا شدید جذبہ تھا۔ حضرت جو کام اسے کہہ دیتے وہ دیوانہ وار اس میں لگ جاتا۔ حضرت سب کے ذمے کوئی کام لگاتے تو پھٹو سب سے بڑھ چڑھ کر وہ کام کرتا۔ حضرت کبھی فرمادیں کہ لکڑیاں جمع کر کے لے آؤ تو وہ سب سے زیادہ لکڑیاں لے کر آتا۔ تو اس میں دوسروں سے آگے بڑھنے کا جذبہ تھا۔

حضرت کی اپنے زمین تھی جس کا ایک حصہ خانقاہ کے لئے وقف تھا اور باقی حصے پر کاشت ہوتی تھی۔ وہاں ایک پہاڑ تھا جس کی وجہ سے پانی زمین میں آجاتا اور زمین قابل استعمال ہی نہ رہتی۔ پھٹو نے سوچا کہ یہ پہاڑ اگر ایک طرف سے کاٹ دیا جائے تو پانی کا رخ بدل جائے گا اور حضرت کی زمین قابل استعمال ہو جائے گی۔ اس نے جا کر حضرت کو اپنا خیال بتایا۔ حضرت بھی مسکرا پڑے اور فرمایا کہ پہاڑ کون کاٹے گا؟ اس نے کہا کہ حضرت میں کاٹوں گا۔ حضرت نے یہ جذبہ دیکھا تو کہا کہ چلو ٹھیک ہے کوشش کر لو پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ اب پھٹو صاحب نے اپنا کدال اٹھایا اور پہاڑ کاٹنے چل پڑے۔ پھٹو کے پیر بھائی ہنستے کہ پھٹو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ بھلا پہاڑ بھی کبھی کسی نے کاٹا ہے؟ پر پھٹو صاحب اپنی دھن میں مگن دن رات پہاڑ کاٹنے میں مصروف، اس جذبہ کے ساتھ کہ میرے

حضرت کی زمین قابل استعمال ہو جائے گی۔ اللہ کی شان کچھ عرصے بعد واقعی وہ دن آیا کہ پہاڑ کٹ گیا اور پانی کا رخ دوسری طرف چلا گیا۔ تو جس کام پر حضرت کے باقی مریدین ہنستے تھے وہ کام پھٹو نے اپنے جذبے کی وجہ سے کر دکھایا اور یہ کام دیکھ کر حضرت بھی بہت خوش ہوئے۔

اب جب زمین قابل استعمال ہو گئی تو حضرت نے مہمانوں کے لئے کچھ کمرے بنانے کا ارادہ کیا۔ حضرت چاہتے تھے کہ جو لوگ اللہ اللہ کرنے آتے ہیں وہ ان کمروں میں ٹھہر جائیں۔ اس کام میں بھی پھٹو پیش پیش تھا۔ بہت سارے مستری اور مزدور بھی تھے مگر علاقے میں گرمی بہت زیادہ تھی اور کام کرنے کے اوقات ظہر سے پہلے کے تھے۔ پورے علاقے میں یہی معمول تھا کہ ظہر سے عصر تک گرمی کی وجہ سے سب اپنے اپنے گھروں میں آرام کرنے چلے جاتے تھے۔ تو مستری اور مزدور بھی اس وقت میں آرام کرتے پھر عصر کے بعد کام شروع ہوتا تو دیر تک چلتا رہتا۔ مگر پھٹو کے جذبے کو یہ گرمی ٹھنڈا نہیں کر سکتی تھی۔ ہوتا یہ کہ ظہر سے عصر تک سارے سوئے ہوتے اور پھٹو صاحب گارا تیار کر لیتے تاکہ جب سب عصر میں اٹھیں گے تو گارا تیار ملے گا اور کچھ وقت بچ جائے گا۔

وہاں سب میٹھی نیند سو رہے ہوتے اور یہاں پھٹو صاحب گارے کے اندر خوب (jump) چھلانگیں لگا رہے ہوتے اور خوب اچھی طرح مٹی میں لدے ہوئے ہوتے۔ ایک دفعہ گارا بنا رہے تھے کہ حضرت اپنے کمرے سے باہر نکلے تو حضرت کی نگاہ گیلری سے اس منظر پر پڑی کہ سارے سو رہے ہیں اور پھٹو صاحب گارے کے اندر چھلانگیں لگا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ایک خادم کو کہا کہ جاؤ پھٹو کو کہو کہ میرے پاس آئے۔ اب پھٹو کو

خادم جب بتانے گیا کہ بھائی حضرت تمہیں بلارہے ہیں تو پھتو کو یہ لگا کہ کہیں میں نے کوئی غلطی کر دی ہے اور حضرت ناراض ہیں تو بڑا پریشان ہوا اور اس سے کہا کہ حضرت سے کہہ دو کہ میرے اوپر تو گارا اور مٹی لگی ہوئی ہے اس لئے میں ابھی نہیں آسکتا۔

خادم نے حضرت کو پھتو کا یہ جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے کہو کہ جس حالت میں ہے، اسی حالت میں یہاں آئے۔ اب جب یہ جا کر کہا تو پھتو اور زیادہ ڈر گیا کہ میں نے کوئی غلطی کر دی ہے اور اب مجھے ڈانٹ پڑنی ہے۔ تو بڑا ڈرتے ڈرتے اسی حال میں حضرت کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت نے جیسے ہی اسے دیکھا اپنے سینے سے لگایا اور کچھ دیر بعد چھوڑ کر فرمایا کہ پھتو اللہ کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا کہ اب تجھے اجازت و خلافت دے دینی چاہئے۔ اب میری طرف سے تجھے اجازت ہے کہ تو جا اور لوگوں کو اللہ اللہ سکھا۔ پھتو پہلے تو حیران ہوا اور پھر رونے لگا کہ حضرت میں نہ تو پڑھا لکھا ہوں اور نہ ہی میں نے قرآن پڑھا ہے۔ میرے پاس تو صرف آپ کی خدمت ہے اور یہی میرا کل سرمایہ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے دل میں اللہ نے یہ بات ڈالی ہے اور میرا دل بالکل مطمئن ہے اس بات پر کہ تو اب لوگوں کو اللہ اللہ سکھائے۔

ایک دو دن یوں روتے روتے گزرے پھر پھتو نے دل میں یہ نیت کر لی کہ حضرت نے اجازت تو دے دی ہے مگر میں نے کہیں نہیں جانا اور یہیں لوگوں کی خدمت کرنی ہے۔ مگر جب بندہ دین کے اندر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس جذبے کو بڑھاتے ہیں۔ چنانچہ ایک وقت آیا کہ پھتو نے وعظ و نصیحت کرنا شروع کی اور جو کچھ حضرت کے بیانات میں سنا تھا وہی دہرا دیتا تو ایسا اثر کرتی یہ باتیں کہ لوگوں کی زندگیاں بدل جاتیں اور وہ دین کی طرف آجاتے۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے پھتو کو سائیں

فتح علی کہنا شروع کر دیا۔

آگے بڑھنے کے لئے سجدے کا دم نہ دیا

حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حج کے موقع پر مدرسہ صولتیہ میں علماء پاک و ہند کے رہنے کا انتظام تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں دو سو (200) علماء کو بستروں پر نیچے لیٹے ہوئے دیکھا۔ بستروں کے درمیان ایک چارپائی تھی۔ یعنی سارے علماء نیچے تھے اور ایک شخص اوپر چارپائی پہ آرام کر رہا تھا۔ میں قریب پہنچا تو یہ دیکھا کہ چارپائی پر سائیں فتح علی تھے اور علماء ان کی خدمت میں مصروف تھے۔ تو یہ اس سبقت لے جانے کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخدوم بنادیا۔

ہاں سچیں ہر گز نہ دیکھیں گے ٹکڑوں سے عجائبات نل ہانا

نیکو میں آگے بڑھنے کی ایک اور برکت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے غموں سے نجات دلا دیتے ہیں۔ آج ہم نے اس دنیا کو اپنا غم بنایا ہوا ہے۔ یعنی آخرت کی تیاری چھوڑ کر ہم دنیاوی چیزوں میں مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هِمًّا وَاحِدًا كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ لَمْ

يُبَالِ اللَّهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَةِ الدُّنْيَا هَلَكَ<sup>(1)</sup>

تَرْجَمَتًا: جس نے آخرت کو اپنا غم بنایا اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے نجات دے دیتے ہیں اور جس نے دنیا کو اپنا غم بنایا اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کس گھائی میں جا کر ہلاک ہو جائے۔

تو پتہ چلا کہ اللہ اس شخص پر ناراض ہوتے ہیں جو دنیا کہ پیچھے بھاگے اور ظاہر ہے کہ جس سے اللہ ناراض ہوں وہ آخرت میں تو غم میں ہو گا ہی مگر اس دنیا میں بھی پریشانی اور غموں کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ تو عقل مند وہی ہے جو نیکی میں مقابلہ کرے تاکہ اس کے ذریعے دنیا کے غموں سے نجات پالے۔

## گناہ گار بھی نیکی میں آگے بڑھ سکتے ہیں

ہمارے لئے یہ آگے بڑھنا بڑا مشکل ہے مگر اللہ کے لئے ہمیں بڑھانا بڑا آسان ہے۔ اگر ہم نیکی میں پیچھے رہ گئے تو اللہ کی رحمت ایسی ہے کہ اللہ نے توبہ کے دروازے پھر بھی کھلے رکھے ہیں کہ میرے بندوں آؤ اور توبہ کرو۔ توبہ کرو گے تو یہ نیکی میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا اور دل کی دنیا بدل جائے گی۔

## پیچھے رہنے والوں کو ندامت آگے بڑھا دیتی ہے

معارف القرآن میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہے جو ایک غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے عام اعلان کیا کہ سب شریک ہوں۔ اس غزوہ میں شرکاء کی تعداد دس ہزار تھی صحیح مسلم کی روایت کے مطابق

جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے ان میں تقریباً 80 منافقین اور تین مخلص انصاری صحابہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ تینوں اس غزوہ سے پہلے بیعت عقبہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوسرے غزوات میں شریک رہ چکے تھے مگر ان سے اس غزوہ میں نہ جانے کی لغزش ہو گئی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ نے غزوہ کی تیاری کے لئے اعلان فرمایا اسکے بعد سے ہر روز صبح گھر سے یہ ارادہ کر کے نکلتے کہ آج میں بھی تیاری شروع کر دوں گا لیکن آج کل کرتے کرتے ہی دن نکل گئے اور نبی ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ دوسرے صحابی حضرت مرارہ رضی اللہ عنہ کی نہ جانے کی وجہ یہ بنی کہ ان کا ایک باغ تھا جس کا پھل اس وقت پک رہا تھا تو انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ تم نے اس سے پہلے بہت غزوات میں حصہ لیا ہے اور اگر اس سال نہیں جاؤ گے تو کیا جرم ہو گا۔ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ کا معاملہ یہ تھا کہ ان کے گھر والے عرصے سے الگ تھے، اس موقع پر جب سب جمع ہو گئے تو یہ سوچا کہ اس جہاد میں نہ جاؤں بلکہ اہل و عیال کے ساتھ وقت گزاروں۔

نبی ﷺ جب غزوہ سے واپس تشریف لائے تو منافقین حاضر ہوئے اور جھوٹے عذر پیش کر کے جھوٹی قسمیں کھانے لگے۔ نبی ﷺ نے ان کے ظاہری قول کو قبول کر لیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ یہ تینوں انصاری رضی اللہ عنہم صحابہ بھی ایک ایک کر کے حاضر ہوئے مگر نبی ﷺ کی خدمت میں جھوٹے عذر پیش نہ کئے بلکہ سچائی کے ساتھ اپنا اپنا پورا معاملہ بیان کیا اور اپنی غلطی کا بھی اعتراف کیا۔ نبی ﷺ نے ان تینوں کو ایک ہی جواب دیا کہ جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ فرمادیں۔ دوسری

طرف اللہ کے نبی ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمادیا۔ اسکے بعد نہ کوئی ان سے کلام کرتا، نہ کوئی سلام کرتا اور نہ ہی کوئی انہیں سلام کا جواب دیتا۔ کچھ دن بعد نبی ﷺ نے بیوی سے علیحدگی کا حکم بھی دے دیا۔

ان حضرات کی دنیا ہی بدل گئی اور ہر کوئی اجنبی نظر آنے لگا۔ یہ تینوں ہر رات اپنی لغزش پر روتے اور اللہ کو مناتے۔ اپنے سب سے قریبی اور محبت کرنے والے دوست کے پاس جاتے تو وہ بھی بات نہ کرتا۔ ان کے پچاس دن یونہی گزرے۔ دن رات روتے اور اپنی لغزش کو یاد کر کے سوچتے کہ کاش پیچھے نہ رہے ہوتے تو اللہ کے نبی ﷺ اتنے ناراض نہ ہوتے اور نہ ہی ہمارے ساتھ یہ معاملہ پیش آتا۔

حضرت کعب بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ابھی پچاس دن مکمل ہوئے اور میں صبح کی نماز پڑھ کر چھت پر بیٹھا تھا اور حالت یہ تھی کہ مجھ پر میری جان اور زمین باوجود وسعت کے تنگ ہو چکی تھی۔ اچانک اس وقت جبل سلع (ایک پہاڑ) سے ایک بلند آواز سنائی دی۔ غور کیا تو یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی آواز تھی اور کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کعب بن زیدؓ کی توبہ قبول فرمائی، بشارت ہو۔ کعب بن مالکؓ یہ آواز سنتے ہی سجدے میں گر گئے اور خوشی سے آنسو بہنے لگے کہ تنگی کے دن ختم ہو گئے۔ اسی طرح باقی دونوں صحابہ کو نبی ﷺ نے توبہ قبول ہونے کا پیغام بھجوایا اور جب یہ تینوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا ہے اور آپ ﷺ نے پھر خود ان کو براءت کی آیات کے نزول اور انکی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی۔

تو دیکھئے کہ وہ جو پیچھے رہ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا راستہ پھر بھی کھلا رکھا، توبہ

کا دروازہ بند نہیں کیا اور جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے انہیں بشارت دینے کے لئے قرآن کی آیات اتار دیں اور ان کی غلطی کو معاف کر دیا۔ تو جب تک آخری وقت نہیں آتا تب تک توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔

ہمیں بھی چاہئے کہ اللہ کے سامنے توبہ کریں، اپنے گناہوں پر معافی مانگیں اور آگے بڑھنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقربین میں شامل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آگے بڑھنے کا جذبہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ